پندرہ روزہ
السعید ملتان
رحمۃ للعالمین نمبر
وما ارسلناک
الا رحمۃ للعالمین
مدیر مسئول ۔ سید احمد سعید کاظمی امروہی
مدیر معاون ۔ سید ضیاء المتین کاظمی امروہی

باب الاستفسار

از: مدیر مسئول

بخدمت حضرت استاذِ معظم دامت برکاتہم العالیہ

تسلیمات وآداب مسنونہ۔ اخبار "جمعیت" لاہور میں دو متضاد فتوے شائع ہوئے۔ ایک فتوے میں غیر انبیاء علیہم السلام پر مستقلاً صلوٰۃ وسلام اور صرف سلام کہنے کو ناجائز، مکروہ اور خلافِ اولیٰ قرار دیا گیا۔ اور دوسرا فتوے حضرت مفتی اعظم "انوار العلوم" کا شائع ہوا جس میں سلام مذکور کو بلاکراہت جائز کہا گیا۔ چند احباب کی استدعا ہے کہ "حضور" دلائل کی روشنی میں اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں۔ آپ کا ادنیٰ غلام

واحد بخش جلالپوری

الجواب

عزیز محترم: سلمہم اللہ تعالیٰ۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جواباً عرض ہے کہ غیر انبیاء وملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام پر بالاستقلال صلوٰۃ وسلام بھیجنے کے جواز کو اگرچہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے عامہ اہل علم سے نقل کیا ہے۔ کما فی تفسیر روح المعانی پارہ ۲۲ ص ۸۶ وَاَمَّا الصَّلوٰۃُ عَلٰی غَیْرِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمَلٰئِکَۃِ فَقَدِ اضْطَرَبَتْ فِیْہَا اَقْوَالُ الْعُلَمَاءِ فَقِیْلَ تَجُوْزُ مُطْلَقًا۔ قَالَ الْقَاضِیْ عِیَاضُ وَعَلَیْہِ عَامَّۃُ اَہْلِ الْعِلْمِ (انتہٰی) لیکن جمہور کے مطابق ہمارا مسلک یہ ہے کہ ہم بالتبع جواز بلاکراہت کے قائل ہیں۔ اور بالاستقلال مکروہ سمجھتے ہیں۔ البتہ صلوٰۃ کے بغیر صرف سلام علی غیر الانبیاء والملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام ہمارے نزدیک بالاستقلال اور بالتبع بلاکراہت جائز ہے۔ فقہاء کرام کے ایک گروہ نے اس مسئلے میں عدم یا کراہت کا جو قول کیا ہے وہ تنہا سلام سے متعلق نہیں بلکہ مجموعہ صلوٰۃ وسلام کے بارے میں ہے جو ہم پر حجت نہیں۔ جو حضرات سلام مذکور کو ناجائز، مکروہ تنزیہی اور خلاف اولیٰ کہتے ہیں ان کی خدمت میں نہایت ادب کے ساتھ عرض ہے کہ کسی کتاب میں کوئی ایسی عبارت موجود نہیں جس سے بغیر اختلاف کے علماء اہل سنت یا کم از کم علمائے احناف کے نزدیک سلام مذکور کا ناجائز، مکروہ تنزیہی یا خلاف اولیٰ ثابت ہوتا ہو۔ نیز جمہور کا مذہب ہے کہ مَنِ ادَّعٰی فَعَلَیْہِ الْبَیَان۔

یقیناً بعض نے عدم جواز اور بعض نے کراہت تنزیہی یا خلاف اولیٰ کا قول کیا ہے مگر ان کے بالمقابل دوسرے علماء کرام نے اس قول کا انکار بھی فرمایا ہے۔ جس کی روشن دلیل ان کے کلام میں سلام مذکور کا ورود ہے۔ کما سیأتی۔

مانعین حضرات کے دلائل کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

۱۔ علمائے اہل سنت نے غیر انبیاء وملائکہ علیہم السلام کے لئے علیہ السلام لکھنے کو بالاتفاق ممنوع قرار دیا ہے۔

۲۔ لفظ سلام "صلوٰۃ" کے معنی میں ہے لہذا صلوٰۃ کی طرح تنہا سلام بھی ناجائز اور مکروہ ہوگا۔

۳۔ رسل وانبیاء علیہم السلام کے لئے صلوٰۃ وسلام کے الفاظ تعظیماً استعمال کئے جاتے ہیں۔ اگر ان کے غیر کے لئے بھی یہ الفاظ مستقلاً استعمال کئے جائیں تو غیر نبی کی تعظیم،

تعظیم نبی کی مثل ہوجائے گی ۔

۳:۔ غیر انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کے لئے صلوٰۃ وسلام یا تنہا "سلام" کے الفاظ استعمال کرنا روافض اور اہل بدعت کا شعار ہے ۔ اسلئے یہ استعمال ناجائز ہوگا ۔

علی الترتیب چاروں کا جواب حسب ذیل ہے ۔

۱:۔ بالاتفاق اور علی الاطلاق غیر انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کے لئے بالاستقلال تنہا سلام کو آج تک کسی نے ممنوع نہیں کہا اور اگر کسی نے ایسا دعوی کیا ہے تو اس کا تعاقب کیا گیا ہے ۔

اس سلام کو ممنوع، ناجائز یا خلافِ اولیٰ کہنے والے بعض علماء ہیں جنکو ان کی تحقیق پر اعتماد ہو وہ اس پر عمل کرے ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ لیکن مجوزین بلاکراہت سے الجھنا ان کے لئے درست نہیں ۔ کیونکہ بالمقابل محققین اہلسنت کا ایک ایسا گروہ بھی موجود ہے جو غیر انبیاء و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے بالاستقلال لفظ سلام استعمال کرتا ہے ۔

پھر یہ کہ مانعین کی مراد سلام علی الاطلاق نہیں بلکہ سلام مقید ہے جس کا بیانِ مَا نَحْنُ فِیْهِ سے کوئی تعلق نہیں کما سَنُبَیِّنُهٗ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تعالیٰ لہٰذا بعض علماء اہل سنت کی وہ عبارات مانعین حضرات کے لئے مفید نہیں

۲:۔ لفظ "سلام" کا "صلوٰۃ" کے معنی میں ہونا بداہۃً باطل ہے اسلئے کہ دونوں کا مادہ، ترکیب، اشتقاق، منع وہیئت، اور استعمال بالکل الگ ہے ۔ پھر ایک معنی میں ہونا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے ۔

البتہ امام حلیمی علیہ الرحمۃ نے صلوٰۃ کو بمعنی سلام کہا اور اسی قول کے پیش نظر امام الحرمین جوینی نے سلام کو بمعنی صلوٰۃ قرار دیا ۔ لیکن مخفی نہ رہے کہ یہ دونوں بزرگ شافعی ہیں ۔ لہٰذا یہ قول شوافع کا ہوا ۔ جسے بعض احناف نے بھی ذکر کر دیا ۔ نیز یہ کہ امام حلیمی اور امام جوینی رحمہما اللہ نے

صلوٰۃ کو بمعنی سلام اور بالعکس مطلقاً نہیں کہا بلکہ اس معنی میں کہ صلوٰۃ و سلام دونوں ہماری دعا اور منزل من اللہ ہونے میں ایک دوسرے کے ہم معنی اور شعیرِ تعظیم ہیں ۔

اگرچہ اس معنی کو امام جوینی علیہ الرحمۃ نے غیر انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کے حق میں مستقلاً لفظ سلام بولنے کیلئے علتِ منع قرار دیا ہے لیکن اہل سنت و فقہائے احناف کے دیگر محققین نے اسے تسلیم نہیں کیا ۔

اس بیان سے اہل علم حضرات پر یہ امر بھی بخوبی واضح ہوگیا ہوگا کہ امام حلیمی و امام جوینی علیہما الرحمہ نے جس سلام کو بمعنی صلوٰۃ قرار دے کر اس کا استعمال غیر انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کیلئے ممنوع قرار دیا ہے وہ "سلام من اللہ" ہے اور جو سلام تحیۃً من العباد ہو وہ ان کے نزدیک بمعنی صلوٰۃ نہیں نہ وہ اسے ممنوع قرار دیتے ہیں ۔ ثابت ہوا کہ امام جوینی کے قول "فَلَا یُقَالُ عَلِیٌّ عَلَیْهِ السَّلَامُ" جسے روح البیان، روح المعانی، جوہر التوحید اور شامی وغیرہ نے نقل کیا ہے ۔ سے مراد ہے قطعاً سلام من اللہ ہے ۔ سلام تحیۃ نہیں ۔ دیکھئے روح المعانی پارہ ۲۲ ص ۸۶ لہٰذا اگر بطور تحیۃ علی علیہ السلام یا حسین علیہ السلام کہا جائے تو امام جوینی اور ان کے متبعین کے قول پر بھی ممنوع نہ ہوگا ۔

یہ صحیح ہے کہ بعض متاخرین کی تصانیف میں سلام مذکور کا ترک متعارف ہے لیکن تفحص کے بعد متقدمین کا مسلک یہی ثابت ہوا کہ وہ بالخصوص اہل بیت اطہار کے حق میں بالاستقلال تنہا لفظ سلام بولتے اور لکھتے رہے چنانچہ اشعۃ اللمعات میں حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں :۔

عبارت:۔ و متعارف در متقدمین تسلیم بود بر اہل بیت و کل از ذریت و ازواج مطہرات و در کتب قدیمہ

از مشائخ اہل سنت و جماعت کتابت آں یافتہ میشود۔ و در متاخرین ترکِ آں متعارف شدہ است۔ واللہ تعالیٰ اعلم" اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۴۰۵

باوجودیکہ شیخ محقق قدس سرہ العزیز تصانیفِ متاخرین میں سلام مذکور کا ترک متعارف فرماتے ہیں مگر بذاتِ خود اپنی تصانیف میں آلِ پاکِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء پر بالاستقلال "علیہ السلام" لکھتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے

ص ۲:۔ جذب القلوب صفحہ ۷۹

"در سنہ سابعہ غزوۂ خیبر بود کہ امیر المومنین علی علیہ السلام چوں سپر از دست مبارک او افتاد در دروازہ او را .... برکند و سپر ساخت"

نیز اسی صفحے پر آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں

ص ۳:۔ طلوع کردن آفتاب بعد از غروب بجہت فوت نماز عصر از امیر المومنین علی سلام اللہ علیہ

اسی جذب القلوب کے صفحہ ۹۴ پر ہے

ص ۴:۔ و او را استوانِ علی ابن ابی طالب سلام اللہ علیہ نیز گویند۔

اسی صفحہ پر اس کے بعد فرماتے ہیں:۔

ص ۵:۔ در خانۂ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا

پھر اسی صفحہ پر فرماتے ہیں

ص ۶:۔ بعلی و فاطمہ و حسن و حسین سلام اللہ علیہم خطاب کرد

علاوہ ازیں تفسیر عرائس البیان صفحہ ۱۵ پر ہے۔

ص ۷:۔ وَعَنْ عَلِیِ ابْنِ مُوْسیٰ الرِّضَا عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَعْفَرِ الصَّادِقِ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۷۰۰ پر فرماتے ہیں:۔

ص ۸:۔ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ دَالَّۃٌ عَلیٰ اَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ کَانَا اِبْنَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

پھر تفسیر کبیر کی تیسری جلد صفحہ ۲۲۷ پر لکھتے ہیں

ص ۹:۔ لَا یَجُوْزُ اِسْنَادُہٗ اِلیٰ عَلِیٍّ عَلَیْہِ السَّلَامُ۔

اسی صفحہ پر تیسری سطر میں ہے۔

ص ۱۰:۔ وَھُوَ اِنَّ اللَّائِقَ بِعَلِیٍّ علیہ السلام

یہی امام رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر کی جلد ہشتم صفحہ ۲۲۲ پر فرماتے ہیں۔

ص ۱۱:۔ ھٰذِہِ الْاٰیَاتُ نَزَلَتْ فِیْ حَقِّ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ

ص ۱۲ ایضاً سطر سوم "فی کتاب البسیط اِنَّھَا نَزَلَتْ فِیْ حَقِّ عَلِیٍّ عَلَیْہِ السَّلَامُ

ص ۱۳:۔ ایضاً سطر چہارم "اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ مَرِضَا

ص ۱۴ ایضاً سطر ۱۴ "اَخَذَ عَلِیٌّ عَلَیْہِ السَّلَامُ بِیَدِ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ

ص ۱۵ ایضاً سطر ۲۲ "وَلَا یُنْکِرُ دُخُوْلُ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْہِ

ص ۱۶ ایضاً سطر ۲۸، ۲۹ "اَلَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ مُخْتَصَّۃٌ بِعَلِیٍّ عَلَیْہِ السَّلَامُ

ص ۱۷ تفسیر مظہری جلد ہفتم صفحہ ۲۱۲ سطر ۶ پر حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔ وَرَوَاہُ اَحْمَدُ عَنِ الْحُسَیْنِ ابْنِ عَلِیٍّ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ

ص ۱۸:۔ ایضاً سطر ۶ "وَرَوَی الطَّبْرَانِیُّ بِسَنَدٍ حَسَنٍ عَنِ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ

ص ۱۹:۔ تحفہ اثنا عشری

ص ۲۰:۔ فتاوی عزیزی

ص ۲۱:۔ تفسیر فتح العزیز۔ تینوں کتابوں میں حضرت

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اہل بیت اطہار کے لئے بکثرت "علیہ السلام" استعمال فرمایا ہے۔

۲۳:۔ اصول الشاشی صلہ۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَاَحْبَابِہٖ

مشتے نمونہ از خروارے چند حوالے نقل کئے گئے۔ جنہیں پڑھ کر ناظرین کرام بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ جلیل القدر علماء متقدمین و متاخرین اور اکابر اہل سنت و فقہائے احناف میں ایسے محققین بکثرت ہوئے جن کے نزدیک اہل بیت اطہار و ائمہ کبار کے لئے مستقلاً "علیہ السلام" بولنا بلا کراہت جائز ہے۔ بالخصوص اصول شاشی کی عبارت وَالسَّلَامُ عَلٰی اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَاَحْبَابِہٖ جو چھ سو سال سے دنیائے اسلام کے حنفی مدارس میں پڑھائی جا رہی ہے مسلک مجوزین کی حقانیت کی ایسی روشن دلیل ہے جس سے انصاف پسند حضرات کے لئے تردد کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

ایک شبہے کا ازالہ

عبارات منقولہ کو کتابت کی غلطی یا تحریف پر محمول کرنا بالکل ایسا ہو گا جیسے فی زمانہ بعض علماء اہل سنت کی عبارات میں اعلیٰحضرت قدس سرہ العزیز کے اسم گرامی کے ساتھ "رضی اللہ تعالیٰ عنہ" کے جملے کو غلطی یا تحریف پر محمول کر دیا جاتا ہے۔

یاد رکھئے! کتابت کی غلطی یہی ہو سکتی ہے کہ کوئی لفظ بدل جائے یا کہیں تقدیم و تاخیر ہو جائے یا کتابت میں اختصار سے کام لیا جائے جیسے صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے آجکل علامت "ص" یا "صلعم" لکھ دیتے ہیں" یہ بات کسی طرح قابل تسلیم نہیں ہو سکتی کہ ایک صحیح اور درست عبارت کو بلا وجہ کتابت کی غلطی یا تحریف قرار دے دیا جائے اس کا مطلب تو یہ ہو گا کہ کتب معتبرہ کی عبارات سے اعتماد بالکل اٹھ جائے گا۔ ہر شخص اپنے مدعا کے خلاف جو عبارت پائے گا۔ اسی کو غلطی یا تحریف کہہ دے گا!

الحمد للہ! ہم نے وضاحت کے ساتھ علمائے معتبرین کے کلام میں اہل بیت اطہار و ائمہ کبار کے لئے مستقلاً علیہ السلام کہنے کا ثبوت پیش کر دیا۔ وَلِلّٰہِ الْحُجَّۃُ السَّامِیَۃُ۔

۲۷:۔ مانعین حضرات کا یہ فرمانا کہ صلوٰۃ و سلام کے الفاظ مستقلاً انبیاء و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے تعظیماً استعمال کئے جاتے ہیں۔ اس لئے انہی کے ساتھ خاص رہیں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ جو لفظ بھی تعظیم انبیاء علیہم السلام کے لئے استعمال کیا جائے وہ ان کے ساتھ خاص ہو۔ دیکھئے "سیدنا" "مولانا" انبیاء علیہم السلام کے لئے تعظیماً استعمال کئے جاتے ہیں لیکن انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص نہیں صحابہ کرام" تابعین و دیگر بزرگان دین کے لئے بھی سیدنا و مولانا بکثرت بولا جاتا ہے۔

ہاں! یہ صحیح ہے کہ عام استعمالات میں بعض الفاظ ایسے بھی ہونے ضروری ہیں جو صرف انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کے لئے استعمال کئے جائیں تاکہ ان کی خصوصی عظمت ظاہر ہو تو لفظ "صلوٰۃ" اور مجموعہ "صلوٰۃ و سلام" کے الفاظ موجود ہیں۔ جو حضرات انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کے ساتھ خاص ہیں۔ جن کا خاص ہونا ان کی خصوصیت شان کا مظہر ہے۔

۲۸:۔ روافض کا شعار صرف "علیہ السلام" نہیں بلکہ "علیہ الصلوٰۃ والسلام" ہے کیونکہ علیہ السلام کے ثبوت میں جلیل القدر علماء اہل سنت کی عبارات کثیرہ ہم ابھی نقل کر چکے ہیں۔ علاوہ ازیں یہ کہ اہل بدعت کا شعار اہل سنت کے لئے اسی وقت مکروہ و ممنوع قرار پائے گا جبکہ وہ کسی امر مذموم میں ہو۔ جیسے نوحہ گری" اور سینہ کوبی وغیرہ۔ یا ان کے ساتھ تشبہ کا قصد کیا جائے۔ الحمد للہ! یہاں دونوں میں سے ایک بات بھی نہیں پائی جاتی۔ علیہ السلام کہنا مذموم ہے۔

نہ کہنے والا تشبہ کا قصد کرتا ہے لہذا علتِ منع نہ پائی گئی۔ جب علت ہی نہیں تو حکم کراہت و منع کا مدار کس چیز پر ہوگا؟ دیکھئے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ اسی مبحث میں قاضی عیاض و دیگر علماء سے یہی اعتراض یعنی علتِ منع نقل کر کے اس کا جواب بعینہٖ وہی دیتے ہیں جو ہم نے دیا ہے۔ علامہ شامی فرماتے ہیں۔ وَاِنَّمَا اَحْدَثَہُ الرَّافِضَۃُ فِیْ بَعْضِ الْاَئِمَّۃِ وَالتَّشَبُّہُ بِاَھْلِ الْبِدَعِ مَنْھِیٌّ عَنْہُ فَتَجِبُ مُخَالَفَتُھُمْ اھ اَقُوْلُ کَرَاھَۃُ التَّشَبُّہِ بِاَھْلِ الْبِدَعِ مُقَرَّرَۃٌ عِنْدَنَا اَیْضًا لٰکِنْ لَا مُطْلَقًا بَلْ فِی الْمَذْمُوْمِ وَفِیْ مَا یُقْصَدُ بِہِ التَّشَبُّہُ بِھِمْ۔ (شامی جلد ۵ ص ۶۵۰)

بالکل یہی عبارت تفسیر روح المعانی پارہ ۲۲ ص ۷۹ پر بھی مرقوم ہے۔ دونوں کا خلاصہ یہ ہے کہ مانعین حضرات حکم کراہت و منع کی دلیل یہ بیان کرتے ہیں کہ بعض ائمہ کیلئے (مستقلاً) صلوٰۃ وسلام کہنے کی بدعت روافض نے جاری کی ہے اور اہل بدعت کے ساتھ تشبہ ممنوع ہے لہذا ان کی مخالفت واجب ہے! میں کہوں گا کہ تشبہ باہل البدعۃ کا مکروہ ہونا ہمارے نزدیک بھی ثابت ہے لیکن مطلقاً نہیں بلکہ امر مذموم میں یا اس وقت جبکہ تشبہ کا قصد کیا جائے۔

شامی اور روح المعانی کی اسی عبارت کا خلاصہ ہم نے اپنے جواب میں عرض کیا تھا جس کی تصدیق ناظرین کرام نے ملاحظہ فرمائی۔

اگر یہاں یہ شبہ پیدا کیا جائے کہ بلا قصد تشبہ مجموعہ صلوٰۃ وسلام کا بھی جواز بلا کراہت ثابت ہو گیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارے نزدیک غیر انبیاء علیہم السلام کیلئے مجموعہ صلوٰۃ وسلام کا مستقلاً استعمال مسلک جمہور کے خلاف ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے لہذا اگر کوئی شخص بغیر قصد تشبہ کبھی استعمال کرے گا تب بھی ناجائز و مکروہ قرار پائے گا۔ بخلاف تنہا "سلام" کے کہ اسے کثیر محققین اہل سنت نے استعمال کیا ہے جیسا کہ عبارات سابقہ سے معلوم ہوا۔ فافہم وتدبر!

پھر یہ کہ حضرات مانعین کرام کو چاہیے کہ اسی تشبہ کی وجہ سے عشرۂ محرم میں ذکرِ شہادت امام حسن وحسین علیہما السلام، ان کے لئے ایصال ثواب وغیرہ امورِ مستحسنہ کو بھی ناجائز و ممنوع قرار دیں اسلئے کہ یہ سب کام بقولِ مانعین روافض کا شعار ہیں اور ان کا تشبہ ممنوع ہے۔ نیز حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مبارک ناموں کے ساتھ لفظ امام لکھنے کو بھی ناجائز کہیں۔ کیونکہ روافض کے مذہب میں امامت کا عقیدہ بھی ضروریات دین سے ہے جب وہ اہل بیت اطہار میں سے کسی کے لئے لفظ امام بولتے ہیں تو اس سے انکی مراد امامت کے وہی معنی ہوتے ہیں جو اہل سنت کے نزدیک نبوت کے معنے ہیں اور غالباً اسی لئے اسلاف متقدمین کی تصانیف میں حسنین علیہما السلام یا اہل بیت اطہار میں سے کسی کے لئے امام کا لفظ نہیں پایا جاتا۔ لہذا مانعین کرام کو چاہیئے کہ وہ علت تشبہ کی بنا پر جس طرح حسنین علیہما السلام کہنے کو مکروہ جانتے ہیں اسی طرح لفظ امام حسن اور امام حسین بولنے کو بھی ناجائز اور مکروہ سمجھیں۔

اس کے بعد اعلیٰحضرت مجددِ دین و ملت قدس سرہ العزیز کے دیوان شریف حدائق بخشش حصہ دوم کی طرف آیئے جسمیں بکثرت اشعار ایسے ہیں جن میں اہل بیت اطہار و دیگر بزرگان دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پر اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بالاستقلال سلام بھیجا ہے نمونے کے طور پر صرف گیارہ شعر مدیۂ ناظرین ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں!

اس بتولِ جگر پارۂ مصطفےٰ ۔۔ حجلہ آرائے عفت پہ لاکھوں سلام

جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے ۔۔ اس ردائے نزاہت پہ لاکھوں سلام

سیدہ زاہرہ طیبہ طاہرہ ۔۔ جانِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

حسنِ مجتبیٰ سید الاسخیا ۔۔ راکبِ دوشِ عزت پہ لاکھوں سلام

اس شہیدِ بلا شاہِ گلگوں قبا ۔۔ بیکسِ دشتِ غربت پہ لاکھوں سلام

بنتِ صدیق آرامِ جانِ نبی ۔۔ اس حریمِ برأت پہ لاکھوں سلام

شافعی مالک احمد امامِ حنیفہ ۔۔ چار باغِ امامت پہ لاکھوں سلام

• جس کی منبر ہوئی گردنِ اولیاء ۔۔ اس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام

شاہِ برکات و برکات پیشینیاں ۔۔ نوبہارِ طریقت پہ لاکھوں سلام

بے عذاب و عتاب و حساب و کتاب ۔۔ تاابد اہلِ سنت پہ لاکھوں سلام

میرے استاد ماں باپ بھائی بہن ۔۔ اہلِ ولد و عشیرت پہ لاکھوں سلام

اس مقام پر یہ کہنا انتہائی مضحکہ خیز ہوگا کہ یہ سلام بالتبع ہے بالاستقلال نہیں کیونکہ بالتبع سلام وہ ہوتا ہے جو تابعین کے لئے مستقلاً نہ لایا جاتے بلکہ مسلم علیہ متبوع پر تابعین کا عطف کردیا جائے جیسے سلام اللہ علیٰ نبینا و آلہ اجمعین کہ یہاں حضور کی آل پر بالتبع سلام ہے اور اگر تابع کیلئے بھی لفظ سلام ذکر کردیا جائے تو وہ سلام بالتبع نہ رہے گا اگرچہ متبوع پر تابع کا عطف بھی کردیا جائے۔ جیسے سلام اللہ علیٰ نبینا و سلام اللہ علیٰ آلہ کہ یہاں آلہ کا عطف نبینا پر ہے لیکن چونکہ آل کے لئے لفظ سلام علیحدہ ذکر کردیا گیا اسلئے اس سلام کو بالتبع نہیں کہہ سکتے بلکہ یہ سلام بالاستقلال ہے۔ اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے تمام اشعار منقولہ بالا میں اہلِ بیت و دیگر بزرگانِ دین کیلئے مستقلاً لفظ سلام بار بار ذکر کیا گیا ہے لہذا یہ سلام قطعاً بالاستقلال ہے۔ اسکو بالتبع کہنا کسی طرح درست نہیں ہوسکتا۔

حرفِ آخر | اہلِ بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں علیہ السلام کو خلافِ اولیٰ قرار دینے والے حضرات کی خدمت میں مؤدبانہ گزارش ہے کہ اگر آپ حضرات بعض علماء کے قول پر اعتماد کرنے کی وجہ سے اہلِ بیت اطہار کے لئے مستقلاً "علیہ السلام" کہہ کر خلافِ اولیٰ کا ارتکاب اپنی پرہیزگاری اور پاک دامنی کے منافی سمجھتے ہیں تو از راہِ کرم غیر صحابہ علیہم الرضوان کے لئے "رضی اللہ تعالیٰ عنہ" کہہ کر بھی ترکِ مستحب کے دھبہ سے اپنے دامنِ اتقاء کو داغدار نہ کیجئے اسلئے کہ فقہائے احناف کے نزدیک استحبابِ ترضی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولنے کا مستحب ہونا) صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ساتھ خاص ہے درِ مختار میں ہے (وَیُسْتَحَبُّ التَّرَضِّیْ لِلصَّحَابَةِ) اس کے بعد فرمایا۔

(وَالتَّرَحُّمُ لِلتَّابِعِيْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَالْعُبَّادِ وَسَائِرِ الْاَخْيَارِ وَكَذَا يَجُوْزُ عَكْسُهُ) وَهُوَ التَّرَحُّمُ لِلصَّحَابَةِ وَالتَّرَضِّیْ لِلتَّابِعِيْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ (عَلَى الرَّاجِحِ) ذَكَرَهُ الْقَرْمَانِیْ وَقَالَ الزَّيْلَعِیْ اَلْاَوْلٰى اَنْ يَّدْعُوَ لِلصَّحَابَةِ بِالتَّرَضِّیْ وَلِلتَّابِعِيْنَ بِالرَّحْمَةِ وَلِمَنْ بَعْدَهُمْ بِالْمَغْفِرَةِ وَالتَّجَاوُزِ اِنْتَهٰى درمختار حاشیہ شامی جلد ۵ ص ۶۵۹

ترجمہ:۔ "رضی اللہ تعالیٰ عنہ" صحابہ کے لئے کہنا مستحب ہے۔ آگے چل کر فرمایا کہ تابعین اور ان کے بعد والے علماء و بزرگانِ دین کے لئے "رحمۃ اللہ علیہ" کہنا مستحب ہے۔ ایسے ہی بقولِ راجح اس کا عکس بھی جائز ہے۔ یعنی صحابہ کے لئے "ترحم" اور بعد والوں کے لئے "ترضی" یہ قرمانی نے ذکر کیا۔ اور زیلعی نے فرمایا کہ اولیٰ یہ ہے کہ صحابہ کے حق میں دعا کیلئے "رضی اللہ تعالیٰ عنہ" اور تابعین کے لئے "رحمۃ اللہ علیہ"

اور ان کے بعد والوں کے لئے مغفرت اور تجاوز کے الفاظ بولے۔

ممکن ہے کہ اس مقام پر جملہ "وَکَذَا یَجُوْزُ عَکْسُہٗ" کسی غلط فہمی کا موجب ہو جائے، لہذا یہ گذارش بے محل نہ ہو گی کہ یہاں "یَجُوْزُ" ہے "یُسْتَحَبُّ" نہیں۔ جس سے غیر صحابی کے لئے استحباب ترضی ثابت ہو جائے اور اگر "یَجُوْزُ" ہی کا سہارا لے کر غیر صحابہ کے لئے رضی اللہ عنہ کہا جائے تو اسی سہارے کو تھام کر کبھی "ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ" اور "عمر علیہ الرحمۃ عثمان و علی علیہما الرحمۃ" بھی کہا ہوتا۔ جب اُسکی ہمت نہ ہوئی تو اِس کی جرأت کیسے ہو گئی؟ فَلَا تَغْفُل

اس کے بعد علامہ شامی کا فیصلہ بھی سن لیجئے۔ درمختار کی منقولہ عبارت کے تحت فرماتے ہیں۔

(وَیُسْتَحَبُّ التَّرَضِّی لِلصَّحَابَۃِ) لِاَنَّھُمْ کَانُوْا یُبَالِغُوْنَ فِیْ طَلَبِ الرِّضٰی مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَیَجْتَھِدُوْنَ فِیْ فِعْلِ مَا یُرْضِیْہِ وَیَرْضَوْنَ بِمَا یَلْحَقُھُمْ مِنَ الْاِبْتِلَاءِ مِنْ جِھَتِہٖ اَشَدَّ الرِّضٰی فَھٰؤُلَاءِ اَحَقُّ بِالرِّضٰی وَغَیْرُھُمْ لَا یَلْحَقُ اَدْنَاھُمْ وَلَوْ اَنْفَقَ مِلْءَ الْاَرْضِ ذَھَبًا زیلعی

(شامی جلد ۵ صفحہ ۶۵۹)

(ترجمہ)

صحابہ کے لئے رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہنا مستحب ہے اسلئے کہ وہ رضاءِ الٰہی طلب کرنے میں بہت کوشش کرتے تھے۔ اور ان کی جد و جہد اسی کام میں ہوتی تھی جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے اور وہ ایسے کاموں سے راضی ہوتے تھے۔ جن کے باعث انہیں ابتلا ہی سے بہترین رضا حاصل ہو جاتی۔ لہذا "رضی اللہ تعالیٰ عنہ" کہنے کے وہی زیادہ حقدار ہیں۔ ان کا غیر اگر پہاڑ بھر سونا بھی خرچ کر دے پھر بھی ان کے ادنیٰ ترین فرد سے نہیں مل سکتا۔ (انتہی)

فقہاء احناف کی ان روشن تصریحات کے باوجود بھی اگر غیر صحابہ کے لئے "رضی اللہ تعالیٰ عنہ" کہنے سے آپ کا دامن اقتصار ترکِ مستحب اور خلاف اولیٰ کے ارتکاب سے پاک ہے تو یقین رکھئے کہ اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں "علیہم السلام" کہنے سے بھی آپ کا پاکیزہ دامن داغِ معصیت سے داغدار نہ ہو گا۔

سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ مدیر مسئول